JQSS Vol: 01, Issue: 01, Jan-June-2021
www.jqss.org
Page:41-51

تفسیر تبیان القرآن کی روشنی میں ٹیکنالوجی اور میڈیکل سائنس سے متعلق جدید فقہی مسائل کا ایک جائزہ

An Overview of Modern Jurisprudential Issues Related to Technology and Medical Science in the Light of Tafsir Tibyan-ul-Quran

Dr. Tahira Firdos
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta
Ghulam Farooq
M.Phil Research Scholar Department of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta.

Abstract:

Allama Ghulam Rasool Saeedi was one of the great scholars and writer in his period. And all his services in Islam has rendered in research field in the light of examples in his own time. No other religious scholar has done much research work religiously as Allama Ghulam Rasool Saeedi has done properly. However, all of his research work is covered eproximately, sixty thousand pages. He has achieved an important place in Urdu enlightenments. We can also call his this Tafseer (Tibiyan-ul-Quran) as Tafsir-ul-Quran-e-Hadith which consists of twelve volumes.For example, what Shari'ah ruling on video and video images? Gun hunting research? Proof of acquiring scientific knowledge from Qur'an and Hadith? Shariah order of postmortem? Medical science research on plague? And hundreds of other such issues are included in his written Tafseer Tabian-ul-Quran.

Keywords:*Tafsir Tibyan-ul-Quran, Allama Ghulam Rasool Saeedi, Technology, Medical science, Blood transfusion.*

cc BY

تفسیر تبیان القرآن کا تعارف

علامہ غلام رسول سعیدی دور حاضر کے بہترین محقق اور بے مثل مصنف تھے آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا جس طرح آپ فن تدریس میں نمایاں تھے اسی طرح فن تحریر میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خوبیوں سے نوازا تھا اس میں بھی آپکا کوئی ثانی نہیں، تمام مسالک کے علماء نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ گذشتہ ایک صدی میں کسی بھی عالم دین نے اتنا بڑا علمی و تحقیقی کام نہیں کیا ہے جو خدمات علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے تن تنہا کی ہے۔ اور یہ سعادت آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ پچاس ہزار سے زائد صفحات تحریر کر چکے ہیں، جس میں بلاشبہ علم کا خزانہ موجود ہے آپ کی انہی تصانیف میں سے ایک تفسیر تبیان القرآن ہے علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح تصنیف کرنے کے بعد قرآن مجید کی تفسیر بنام (تبیان القرآن) کا آغاز کیا آپ نے 10 رمضان المبارک 1414ھ بمطابق 21 فروری 1994ء کو تفسیر تبیان القرآن کی تصنیف کا آغاز کیا، جو کہ تقریباً آپ نے 12 برس کے عرصے میں پایہ تکمیل تک پہنچایا اس کا اختتام 2006ء کو ہوا۔ تفسیر تبیان القرآن دور حاضر کی تفاسیر میں ایک منفرد اور اعلیٰ مقام رکھتی ہے، یہ تفسیر قرآن مجید کی علمی، و فقہی اعتبار سے ایک جامع و مانع اور مبسوط و ضخیم تفسیر ہے جو کہ بارہ مجلّدات پر مشتمل ہے (فہرست موضوعات اور اشاریہ اس کے علاوہ ہیں) اور تقریبا بارہ ہزار صفحات پر محیط ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے تبیان القرآن کے ہر جلد کی ابتدا میں تمام تر تفصیل کو ایک جگہ پر جمع کر دی ہے اور اس مجموعہ کو آپ نے ڈائری کا نام دیا ہے، جس میں ہر جلد کے آغاز و اختتام کی تاریخ، صفحات کی تعداد، کل مدت تصنیف اور کام کی مطلوبہ و موجودہ اوسط کا تخمینہ لگایا ہے۔ (1)

ٹیکنالوجی سے متعلق جدید فقہی مسائل کا جائزہ:

ویڈیو اور ٹی وی کی تصاویر کا شرعی حکم:

بعض علماء اہل سنت نے یہ کہا کہ آئینے اور ٹیوی کے ناپائیدار عکوس کو حقیقی معنوں میں تصویر، تمثال، مجسمہ، وغیرہ کہنا صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ پائیدار ہونے سے قبل عکس صرف عکس ہی رہتا ہے، تصویر نہیں بنتا اور جب اسے کسی طرح سے پائیدار بنایا جائے تو وہی عکس تصویر کی شکل اختیار کرتا ہے، موجودہ معروف اور متعارف آئینہ بالکلیہ انسانی صنعت گری ہے لہٰذا اس میں بھی عکوس کے ظہور میں قطعی طور پر جعل انسانی کا دخل ہے اس لیے اگرچہ ٹیوی کے آئینہ پر عکوس کے ظہور میں جعل انسانی دخیل ہے تب اس کا حکم آئینہ کے حکم کی طرح ہی ہونا چاہیے کیونکہ غیر قارونا پائیدار ہونے میں دونوں بالکل ایک طرح ہیں۔

اس گفتگو کے بعد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ویڈیو اور ٹیوی کے استعمال کرنے کا معاملہ آئینوں کے استعمال کرنے کی طرح ہے، جس طرح آئینہ میں ہر اس چیز کو دیکھا جا سکتا ہے جس کا دیکھنا سننا اس کے بغیر بھی جائز ہو۔ رہ گئے وہ امور جن کا دیکھنا سننا ناجائز و حرام ہو وڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ بھی ان کا سننا اور دیکھنا ناجائز و حرام ہے، غیر محرم مرد و زن کا عام میل جول شرعاً حرام ہے اور فلموں میں بھی دکھایا جاتا ہے اس لیے یہ فلمیں سینما میں دیکھی جائیں یا وی سی آر کے ذریعہ ٹیوی پر بہر حال حرام ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"ٹی وی کی تصاویر ہر چند کہ عام فوٹو گراف یا قلمی تصاویر کی طرح تو نہیں ہیں تاہم یہ تصویر کی جدید شکل ہیں۔ ٹیوی کی تصویر کو متحرک بھی دکھایا جاتا ہے اور غیر متحرک بھی، تصویر خواہ مجسمہ کی شکل میں ہو یا قلمی ہو یا فوٹو گراف ہو یا ویڈیو کی ریز کے ذریعہ دکھائی دے ان سب میں ایک چیز مشترک ہے وہ ہے جاندار کی صورت کا دکھائی دینا۔ غیر ترقی یافتہ زمانہ میں جاندار کی صورت کو پتھروں سے تراش کر مجسمہ کی شکل میں یا کپڑے یا کاغذ پر نقش کر کے وجود میں لایا جاتا تھا، پھر ترقی یافتہ زمانہ میں کیمرے کے ذریعہ فوٹو گراف کی شکل میں وجود میں لایا گیا اب اور زیادہ ترقی ہوئی تو اس کو ریز کی شکل میں متحرک اور غیر متحرک ہر دو طرح سے وجود میں لایا گیا، بہر حال ہر صورت میں ویڈیو کی وہ تصاویر جن میں ریز کے ذریعہ جاندار کی صورتوں کو وجود میں لایا جائے خواہ وہ متحرک ہوں یا غیر متحرک ہوں وہ اسی طرح ناجائز اور حرام ہیں جیسے پتھر، کاغذ یا کپڑے پر نقش شدہ تصاویر ناجائز اور حرام ہیں، جیسے موسیقی صرف اس لیے حرام نہیں ہے کہ وہ طبلہ، سارنگی اور بانسری کے ذریعہ بجا کر آواز بنائی جاتی ہے اگر یہ آواز ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ سنائی دے، فلم یا ویڈیو ٹیپ کے فیتے کے ذریعہ سنائی دے وہ بہر حال موسیقی کی آواز ہے جو سنائی دے رہی ہے، اسی طرح جاندار کی صورت خواہ کسی ذریعہ سے دکھائی دے وہ بہر حال صورت گری ہے اور ناجائز اور حرام ہے"۔[2]

پاسپورٹ کے فوٹو گراف کی رخصت:

کیمرہ چونکہ ایک جدید ایجاد ہے اس وجہ کیمرہ کے ذریعہ فوٹو گراف میں بعض علماء اہلسنت یہ کہتے ہیں کہ گدے پر چھپی ہوئی تصویر کی اجازت ہے اور جب کپڑے پر تصویر کا نقش جائز ہے تو کاغذ پر بھی جائز ہے اور مصری علماء بھی اس کو جائز کہتے ہیں ان علماء کا موقف ہے کہ کیمرے کے ذریعے صرف عکس کو مقید کیا جاتا ہے اور تصویر ہاتھ سے نہیں بنائی جاتی۔

اس بارے میں علامہ غلام رسول سعیدی کا موقف کچھ اس طرح ہیں کہ:

بعض اہم تمدنی، عمرانی اور معاشی امور کے لیے فوٹو بنوانا اشد ضروری ہے، مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ، ویزا، ڈومی سائل، امتحانی فارم، ڈرائیونگ لائسنس اور اس نوع کے دوسرے امور میں فوٹو کی لازمی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے دین میں تنگی نہیں رکھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"وماجعل علیکم فی الدین من حرج"۔[3]

(اور اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں تنگی نہیں کی)

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر"۔(4)

(اللہ تعالیٰ ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور مشکل کا ارادہ نہیں کرتا)

اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان عالیشان ہے:

"عن ابی ہریرہ عن النبی (ﷺ) قال ان الدین یسر" (5)

(حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہیں کہ نبی (ﷺ) نے ارشاد فرمایا بیشک دین آسان ہے)

اسلام میں جاندار چیزوں کی تصاویر بنانے کی ممانعت ہے اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانے کی اجازت ہے۔ اس لیے انسان کی صرف سینے تک کی تصویر بنانا جائز ہے کیونکہ کوئی انسان بغیر پیٹ کے زندہ نہیں رہ سکتا، اور جن تمدنی اور معاشی امور میں تصویر کی ضرورت پڑتی ہے (مثلاً شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ) ان میں اس قسم کی آدھی تصویر ہی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے اس قسم کی ضروریات میں بغیر پیٹ کے سینہ تک کی آدھی تصویر کھنچوانا جائز ہے، البتہ بلاضرورت شوقیہ فوٹو گرافی مکروہ ہے، اور تعظیم و تکریم لے لیے فوٹو کھینچنا ناجائز اور حرام ہے۔[(6)]

خلاصہ بحث:

علامہ غلام رسول سعیدی نے احادیث صحیحہ اور عبارات فقہاء کی روشنی میں یہ امر واضح کیا ہے کہ تمدنی، معاشی، عمرانی اور شرعی ضروریات کے لیے آدھی تصویر کھنچوانا جائز ہے اور بلاضرورت محض شوقیہ فوٹو گرافی ایک مکروہ عمل ہے اور کسی کی تعظیم اور تکریم کے لیے فوٹو کھینچنا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ اسلام انسان کیلئے تنگی اور دشواری پیدا نہیں کرتا۔

بندوق اور دیگر جدیدہ آلات سے کئے ہوئے شکار کی تحقیق:

دور جدید میں بندوق ایک اہم اور موثر ہتھیار ہے اور پاکستان میں تو اس کا استعمال جانی حفاظت کیلئے بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مگر زیر بحث مسئلے میں ہماری توجہ بندوق سے مارے ہوئے شکار کے شرعی حکم پر ہے۔ کیا بندوق (الجوارح) کے حکم میں ہے یا نہیں اور اس سے کیا جانے والا شکار حرام ہے یا حلال؟

آٹھویں صدی ہجری سے قبل دنیا بارود والے بندوق کو نہیں جانتے تھے۔ یورپ کے لوگوں نے 1365ء میں دستی بندوق کو استعمال کرنے کی ابتداء کی اور مملکت اسلامیہ میں اس کا آغاز سلطان قانیبائی کے دور حکومت یعنی 895ھ۔1490ھ میں ہوئی۔

دسویں صدی تک بندوق کو بہت کم لوگ استعمال کرتے تھے۔ لوگوں میں متعارف نہ ہونے کی وجہ سے بارھویں صدی سے قبل علماء کے مابین بندوق سے شکار کے متعلق کوئی بحث و مباحثہ نہیں ہوا اور نہ ہی یہ مسئلہ زیر غور رہا۔ بارھویں صدی کے اوائل میں اہل علم نے اس مسئلہ پر غور و خوض شروع کیا یہ بحث آج بھی علماء کے مابین جاری ہے۔ بہر حال یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے جواز و عدم جواز دونوں قسم کے اقوال موجود ہیں دونوں جانب سے دلائل موجود ہیں جو بندوق کے شکار کو حلال کہتے ہیں انکے پاس بھی دلائل موجود ہیں اور جو علماء اس شکار کو حرام قرار دیتے ہیں وہ بھی اس پر دلائل پیش کرتے ہیں یہ دور حاضر کا ایک اجتہادی مسئلہ ہے اگر عام لوگ کسی بھی اہل علم کے فتوی پر عمل کرینگے تو وہ بری الزمہ ہی ہونگے اور آج کل بندوق کا شکار عام ہے اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں تو چونکہ دین اسلام دین یسر ہے اور اس پر جواز کا قول بھی موجود ہے اس بنا پر اس شکار کو ہم ناجائز بھی نہیں کہہ سکتے۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور فقہاء احناف کے قواعد کی روشنی میں مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

قرآن مجید نے شکار کی حلت کا مدار شکار کو زخمی کرنا قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

"قل احل لكم الطيبٰت وما علمتم من الجوارح مكلبين"(7)

(آپ فرمادیجئے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے زخمی کرنے والے جانور سدھا لیے ہیں)

"الجوارح جمع ہے جارحۃ کی اور جارحۃ زخمی کرنے والے جانور کو کہا جاتا ہیں سکھائے ہوئے اور سدھارے ہوئے جانور کا شکار حلال ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ جب وہ شکار کو زخمی کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جوارح کی شرط لگا کر اس کے کیئے ہوئے شکار کو کھانے کا حکم دیا ہے اور شکار کو زخمی کرنا ہی اس کے حلال ہونے کی علت ہے اور بندوق کی گولی یا چھرے جب شکار لگتے ہیں تو اس کی وجہ سے شکار زخمی ہوتا ہے، اس لیے نص قرآنی کے مطابق بندوق کے ذریعے کیا ہوا شکار کا کھانا حلال ہے اور یہ موقوذہ کے حکم میں نہیں ہے، کیونکہ موقوذ اس کو کہتے ہیں جس کی موت کا سبب چوٹ ہو، نہ اس کو زخم آئے اور نہ ہی خون بہے"۔(8)

خلاصہ کلام:

قرآن مجید میں لفظ الموقوذہ آیا ہے اس کا مطلب ہے وہ جانور جو کسی بھاری اور وزنی پتھر کی ضرب کی وجہ سے مر گیا ہو اس وجہ سے وہ علماء کرام جو بندوق سے کیئے ہوئے شکار کو حلال کہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ بندوق کے چھرے وزنی نہیں ہوتے ان کی وجہ سے مرے ہوئے جانور کو ہم موقوذہ نہیں کہہ سکتے اور بندوق کے چھرے شکار کے گوشت کو پھاڑتے ہیں اور اس سے خون بہتا ہیں اس وجہ سے علماء نے اس کو دھار والی آلات کے حکم میں شامل کیا ہیں، یہی وجہ ہے کہ شارٹ گن اور بندوق کی شکار کو عصر حاضر کے علماء نے جائز قرار دیا ہے ان میں علامہ غلام رسول سعیدی بھی ہیں، البتہ غلیل کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ غلیل کے شکار کو ہم مطلقا حلال یا حرام نہیں کہہ سکتے اس طرح کے مسائل میں علماء نے یہ ضابطہ بیان کیا ہے کہ جب انسان کو سو فیصد بھروسہ ہو جائے کہ جانور کی موت کا سبب زخم ہے تو اس صورت میں شکار حلال سمجھا جائے گا اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو جانور حرام سمجھا جائے گا اگر معاملہ مشکل ہو کہ موت کس وجہ سے ہوئی ہے زخم کی وجہ سے یا ثقل کی وجہ سے تو اس میں فقہاء کرام نے یہ ضابطہ بیان کیا ے کہ پھر شکار کو احتیاط کے طور پر حرام سمجھا جائے گا۔

دور جدید میں ایٹمی میزائل کا تیر اندازی کے مصداق ہونے کا بیان:

نبی ﷺ نے تیر اندازی سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے کیونکہ اس زمانہ میں یہ دشمن کے خلاف بہت بڑا اور بہت موثر ہتھیار تھا۔ اس زمانہ میں تیر اندازی کی جدید شکل میزائل ہے۔ جس طرح تیر کو کمان میں رکھ کر ہدف پر مارتے ہیں اس طرح میزائل کے وار ہیڈ میں ایٹم بم ہائیڈ ورجن اور دیگر بم رکھے جاتے ہیں اور لانچنگ پیڈ سے میزائل کو نشانے پر مارا جاتا ہے۔ سو جس طرح اس زمانہ میں تیر اندازی کا ٹریننگ کرنا ضروری تھا اسی طرح اس زمانہ میں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی تیاری کا علم حاصل کرنا اور میزائل بنانے کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ اس دور میں ایٹمی صلاحیت کو حاصل کرنا بہت ضروری ہے اور جب تک کسی ملک کو ایٹمی صلاحیت حاصل نہ ہو اس کی بقا کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ دوسری جنگ عظیم کے وقت امریکہ نے جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم سے حملہ۔ جس سے وہ شہر تباہ ہو گئے اور جاپان وہ جنگ ہار گیا۔ اگر اس وقت جاپان کے پاس بھی ایٹم بم ہوتے تو امریکہ کبھی بھی جاپان پر ایٹم بم نہیں گرا سکتا تھا۔ امریکہ اور روس کے درمیان سرد جنگ کے زمانہ میں شدید

مخالفت کے باوجود امریکہ نے روس یا چین پر ایٹمی حملہ کی جسارت نہیں کی کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ ان ملکوں کے پاس بھی ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ہیں اور امریکہ ان کے دور مار براعظمی ایٹی میزائلوں کی زد میں ہے۔ اس لیے آج مسلمانوں کو کفار کی ضرر سے بچنے کے لیے اور دین اسلام کی حفاظت وحریت کے لیے جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعارف ہونا نہ صرف ضروری بلکہ نصب العین میں شامل ہے۔

جدید ہتھیار بنانے کے لئے تفکر کرنا اور اس کے لئے سائنسی علوم حاصل کرنے کے بارے میں حکم شرعی:

اللہ تعالی نے حقائق دنیامین غور وفکر کرنے اور تدبر و تفکر کرنے کی ترغیب دی ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"ان فی خلق السموات والارض واختلاف اليل والنهار لأيت لاولی الالباب الذین یذکرون الله قیاماوقعودا وعلی جنوبهم و یتفکرون في خلق السموات والارض ربنا ماخلقت هذاباطلا سبحٰنک فقناعذاب النّار" (9)

(بے شک آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں اور رات اور دن کے اختلاف میں صاحبان عقل کے لیے ضرور نشانیاں ہیں جو لوگ کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور کروٹ کے بل لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ محض بے فائدہ پیدا نہیں کیا تو پاک ہے سو تو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا)

بعض علماء نے کہا ہے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں ظاہری اور باطنی۔ ظاہری عبادت اعضاء ظاہرہ سے ہوتی ہے اور باطنی عبادت دل سے ہوتی ہے اور باطنی عبادت ظاہری عبادت سے افضل ہے اور کامل تفکر یہ ہے کہ انسان کا دل عالم شہادت اور عالم حواس سے نکل کر عالم الغیب میں تفکر کرے اور جس چیز میں غور وفکر کرے گا وہ جس قدر عظیم ہو گی اس کا تفکر بھی اس قدر عظیم ہو گا۔ پس بعض علماء مخلوقات اور مصنوعات میں تفکر کر کے اس کے خالق اور صانع کی معرفت حاصل کرتے ہیں اور بعض احوال آخرت میں تفکر کر کے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور نیکیوں پر مداومت کرتے ہیں اور بعض اللہ تعالی کی عظمت اور جبروت اور اس کی دیگر صفات میں تفکر کرتے ہیں اور کائنات کے ہر حادثہ سے اس صفت کی معرفت حاصل کرتے ہیں جو اس حادثہ کی محدث ہے۔

اس حوالے سے علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں :

"میں کہتا ہوں کہ حقائق کائنات کا سراغ لگانا اور اس پر آشوب دور میں انسان کی ضرورتیں پوری کرنے کے اسباب اور علل کو جدید سائنس سے معلوم کرنا انسان کی فلاح کے لیے مہلک اور لاعلاج امراض کا جدید میڈیکل سائنس سے علاج دریافت کرنا اور ملک اور قوم کے دفاع کے لیے عصری تقاضوں کے مطابق غور وفکر کر کے ایٹی ہتھیار اور میزائل بنانا کہ مسلمانوں کا ملک دشمنان اسلام کے حملوں سے محفوظ رہے اور اقوام عالم میں عزت اور آزادی کے ساتھ کھڑا رہ سکے اور زراعت کے شعبوں میں سائنسی تکنیک سے ایسے طریقے معلوم کرنا جن سے فصل زیادہ پیدا ہو اور قدرتی آفات سے محفوظ رہ سکے تاکہ ملک خوشحال ہو اور دوسروں کا دست نگر نہ ہو تو کوئی شک نہیں کہ اس قسم کے علوم حاصل کرنا اور ایسے امور میں ایک لمحہ کا غور وفکر بھی ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے اور اس حدیث کا مصداق ہے کیونکہ اگر ملک سلامت اور آزار ہو گا تو اس کے باشندے اللہ کی عبادت کر سکیں گے اور ملک غذا اور دوا میں خود کفیل ہو گا تو وہ دوسروں کے سہارے کے بغیر خوشحالی سے رہ سکیں گے۔ سو ملک کے تمام باشندوں کی عبادتوں اور ریاضتوں اور نیک اعمال کا وجود ملک کی بقاء اور اس کی آزادی پر موقوف ہے اور اس کی بقا اور آزادی عصری تقاضوں کے مطابق ایٹمی ہتھیار بنانے پر موقوف ہے۔ تو جن مسلمان سائنسی ماہرین نے یہ ہتھیار بم اور میزائل بنائے اور اس کے بنانے میں جو تفکر

کیاتو یہ تفکر بہت عظیم عبادت ہے اور ملک کے تمام عبادت گزاروں کی عبادتوں کے اجر وثواب سے ان کو بھی حصہ ملے گا۔ تاہم ہم ان سائنسی ایجادات کے خلاف ہیں جو عیاشی اور فحاشی کو فروغ دیتی ہیں خواہ وہ دوائیں ہوں یا آلات ہوں"۔(10)

میڈیکل سائنس سے متعلق جدید فقہی مسائل کا جائزہ:

اعضاء کی پیوندکاری کے بارے میں حکم شرعی کا بیان:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

"ولاضلنهم ولامنينهم ولأمرنهم فليبتكن أذان الانعام ولأمرنهم فليغيرن خلق الله ط ومن يتحد الشيطن وليامن دون الله فقد خسر خسرانامبينا"۔(11)

(میں انہیں ضرور گمراہ کردوں گا اور ضرور انہیں غلط امیدیں دلاؤں گا اور انہیں ضرور حکم دیتا رہوں گا سو وہ یقیناً جانوروں کے کان چیرا کریں گے اور میں انہیں ضرور حکم دیتا رہوں گا سو وہ یقیناً اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بدلا کریں گے اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنالے تو واقعی وہ صریح نقصان میں رہا)

اعضاء کی پیوندکاری کرنا اللہ کی تخلیق میں تغیر وتبدل کرنے کے مترادف ہے آج کل جدید دور ہے سرجری کے ذریعے کیا سے کیا ، کیا جا سکتا ہے ہمارے معاشرے میں آج کل یہ رسم بھی جاری ہے کہ بعض لوگ اپنی زندگی میں ہی اپنے بعض اعضاء ہبہ کرنے کی وصیت کر جاتے ہیں بعد میں ان کے اعضاء سرجری کے ذریعے کسی ضرورت مند آدمی کی ناکارہ اعضاء کی جگہ پیوند کی جاتی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ عمل شرعی اعتبار سے جائز ہے یا ناجائز؟

اکثر علماء کرام اس کی اجازت نہیں دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اعضاء کی پیوندکاری کرنا اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ میں تبدیلی کے برابر ہے جو کہ شریعت میں ناجائز وحرام ہے اور علامہ غلام رسول سعیدی بھی عدم جواز کے قائل ہے کہ جو کسی بھی طرح کا اپنی جسم میں تغیر و تبدل کررہا ہیں وہ یقیناً شریعت کی خلاف ورزی کررہا ہے۔ بالوں میں پیوند کرنے اور کرانے والے، جسم پر نقش ونگار کرنے اور کرانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کی گئی ہے حالانکہ اعضاء کی پیوندکاری کے مقابلے میں یہ کم تر چیزیں ہیں یہ ناجائز ہے تو بڑے بڑے اعضاء کی پیوکاری کروانا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہونا چاہیے، بہر صورت اعضاء کی پیوندکاری کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے اور علماء اس کو تکریم انسانیت کے بھی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں علامہ غلام رسول سعیدی نے فقہائے اسلام کی تصریحات کی روشنی میں اس کی عدم جواز کو ثابت کیا ہے۔(12)

پوسٹ مارٹم کا شرعی حکم:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو تمام کائنات میں معزز ومکرم بنایا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"ولقد كرمنابني أدم وحملنهم في البر والبحر ورزقنهم من الطيبت وفضلنهم على كثير ممن خلقناتفضيلا"۔(13)

(اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں) پر سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنادیا)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو فضیلت اور اور عزت یافتہ بنایا ہے انسان کی تکریم کی وجہ سے علماء پوسٹ مارٹم کی اجازت نہیں دیتے عام طور پر اس کی ضرورت دو جگھوں پر ہوتی ہے۔

1۔ میڈیکل کے طلباء کو تجربات کے وقت وہ بھی اکثر لاوارث لاشوں پر کرتے ہیں

2۔ مرنے والے کی موت کے اسباب معلوم نہ ہو تو ان اسباب کو معلوم کرنے کے لیے کہ اس کی موت کا سبب کیا ہے کس وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی ہے؟

بغیر کسی وجہ سے اس عمل کی اجازت نہیں ہے اور جہاں تک تجربات کی بات ہے اس میں بھی علماء یہ کہتے ہیں کہ غیر مسلم میتوں پر تجربات کئے جائے اسی طرح اگر کوئی بندہ کسی قتل کے مقدمہ میں نامزد ہو اس کی جان کو بچانا یا اس کو اپنی انجام بد تک پہنچانا مقتول کے پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو تو اس صورت میں علماء پوسٹ مارٹم کی اجازت دیتے ہیں، اگر ہم شریعت اسلامی کی بات کرے تو وہ ہمیں مرنے کے بعد بھی مردے کو تکلیف دینے کی اجازت نہیں دیتا نبی ﷺ نے قبر پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن ابی هريرة قال قال رسو ل الله لان يجلس احدكم على جمرة فتحرق ثيابه فتخلص الى جلده خير له من ان يجلس على قبر"۔(14)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے اور اس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور (آگ) اس کی کھال تک پہنچ جائے تو یہ (انگارے پر بیٹھنا) اس کے لیے قبر پر بیٹھے سے بہتر ہے)

علامہ غلام رسول سعیدی کا موقف:

آپ کی گفتگو کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ:

اس بارے میں علامہ غلام رسول سعیدی کا یہ نظریہ ہے کہ تجربہ جانوروں اور غیر مسلم میتوں پر کیا جائے مسلم میتوں پر تجربہ کرنا جائز نہیں ہے اور غیر مسلم میتوں اور جانوروں کا حصول مشکل بھی نہیں ہے کہ ہم مسلم میتوں کی بے حرمتی کے مرتکب ہو۔ اور اس کے علاوہ پوسٹ مارٹم کی ضرورت کسی مقدمہ میں اس وقت پیش آتی ہے جب کسی مظلوم مسلمان کو قتل کی سزا سے بچانے کا مسئلہ در پیش ہو جب کوئی ایسا مسئلہ در پیش ہو تمام شواہد اور قرائن بھی ملزم کے خلاف ہو اب صرف یہ دیکھنا ہو کہ مقتول کو جو گولی لگی ہے جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی ہے کیا یہ ملزم کے پستول گولیوں میں سے ہے یا کوئی اور ہے؟ اب ایسی صورت میں جب کسی بے قصور کے جان بچانے کا معاملہ ہو تو پوسٹ مارٹم کرنا بہت ضروری ہے۔(15)

طاعون کے بارے میں میڈیکل سائنس کی تحقیق:

جدید میڈیکل سائنس کی تحقیق یہ ہے کہ طاعون کی بیماری کی اصل وجہ ایک خوردبینی جرثومہ یریسیمیا پیسٹس (YARISIMIAPASTIS) ہے جو ایک پسو کی طرح کیڑے میں پرورش پاتا ہے یہ پسو اکثر چوہوں اور اس جیسی جانوروں میں پائے جاتے ہیں اور یہ چوہے کی کھال کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے ہوتے ہیں، جب یہ چوہے طاعون زدہ پسو کو سوار کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں تو پسو دوسرے جانوروں یا انسانوں میں منتقل ہو جاتے ہیں اور بیماری کا سبب بنتے ہیں بیماری زیادہ تر ان ہی پسوؤں کے کاٹنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے علاوہ یہ بیماری دوسرے ذرائع سے بھی

ہوتی ہے اس میں ہوا کے ذریعے جرثومہ بیمار آدمی سے تندرست آدمی تک منتقل ہو جاتا ہے یا جرثومہ کسی جانور میں منتقل ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد بیماری کی وجہ بن جاتا ہے۔(16)

طاعون کی علامت:

طاعون کی علامات دو طرح کی ہوتی ہے۔

(1)غدودی طاعون:

غدودی طاعون۔ پسو کے کاٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے اس مرض میں شدت غدودوں کے ساتھ آتا ہے اور اس مرض کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ بخار سر درد سستی اور پیٹ کی تکلیف اور یہ غدود جسم کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں ان کی وجہ سے جسم کا بالائی حصہ سرخ ہو جاتی ہے غدودوں کے ظہور سے قبل بخار اور کھپکپی طاری ہو جاتی ہے اور ساتھ ساتھ متلی الٹی اور دست بھی ہو سکتی ہے اور اس مرض کا علاج کرانا ضروری ہے وگرنہ موت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

(2)نمونی طاعون:

نیمونی طاعون۔ یہ ہوا کی وجہ سے تندرست آدمی میں منتقل ہو جاتا ہے اور اس میں زیادہ تر پھیپھڑے متاثر ہوتے ہیں اور مریض میں نمونیا کی علامات ظاہر ہوتی ہیں ان میں سے بخار، کھانسی اور سانس کا تیز چلنا شامل ہے اگر بروقت علاج پر توجہ نہ دی گئی تو بیماری شدت اختیار کر سکتی ہے جس سے سانس بند ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ تھوک میں خون آنے لگتا ہے اور اس کا زیادہ اثر پھیپھڑوں پر ہوتا ہے مرض کی تشخیص میں لیبارٹری کارآمد نہیں ہوتا۔ بلکہ زیادہ تر تشخیص مرض کی علامات اور وبائی شکل میں موجودگی کی وجہ سے ہی ہو جاتی ہے۔(17)

انتقال خون کا شرعی حکم:

اس مسئلہ کے حوالے سے علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے کسی ضرورت مند مریض کو خون دینا جائز ہے یا ناجائز؟ بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ عطیہ خون ناجائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے خون کو حرام فرمایا ہے

جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"انماحرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر"۔(18)

(تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت حرام فرمایا ہے)

اسی طرح دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق حرام چیزوں میں شفاء نہیں رکھی گئی ہے خون کو اللہ تعالی نے حرام فرمایا ہے لہذا، کسی بھی صورت میں اس میں شفاء متصور نہیں ہو سکتی۔ اور جب اس میں شفاء متصور نہیں ہے تو اس کا عطیہ دینا بھی ناجائز ہونا چھاہیے اس وجہ سے بعض علماء عطیہ خون کے عدم جواز کے قائل ہیں اس موقف کے برعکس بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ ضرورت اور اضطرار کے وقت مریض کو خون عطیہ کرنا جائز ہے مجوزین میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی کثیر اہل علم ہیں جو ضرورت اور اضطرار کی وجہ سے انتقال خون کو جائز قرار دیتے ہیں۔

انتقال خون کے متعلق علامہ غلام رسول کا موقف:

ایک شخص بلڈ کینسر میں مبتلا ہے اور اس کے علاج کا دار و مدار اس پر ہے کہ جسم کے خون تبدیل کئے بغیر اس کے مرنے کا قوی امکان ہو تو اس صورت میں انتقال خون کے ذریعے اس مریض کا علاج کرانا ضروری ہے۔

انسان کے بدن میں خون جگر پیدا کرتا ہے ایک شخص کا جگر کے مرض میں مبتلا ہے اس کے جگر نے خون بنانا بند کر دیا ہے اگر اس کو خون نہیں چڑہائینگے تو وہ مر جائے گا تو اس صورت میں اس مریض کے جسم میں نیا خون منتقل کرنا جائز اور ضروری ہے۔

کسی بڑے حادثہ کی وجہ سے جسم سے بہت زیادہ خون نکل کر ضایع ہو گیا حتی کہ وہ زندگی اور موت کے کشمش میں مبتلا ہے اگر بر وقت اس کے جسم میں خون منتقل نہ کیا گیا تو مر جانے کا خدشہ ہے تو، اس صورت میں بھی انتقال خون کے ذریعہ اس کا علاج کرانا فرض ہے۔[19]

حوالہ جات (References)

1۔ راؤ، ڈاکٹر محمد عاطف اسلم، تزکرہ محدث اعظم پاک وہند، (لاہور: مکتبہ ضیاء القرآن، ۲۰۱۸ء) ۱۹۴

Rao, Dr. Muhammad Atif Aslam, Tazkira Muhaddith Azam Pak o Hind,(Lahore: Maktab Zia-ul-Quran, 2018)194

2۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، (لاہور: فرید بک اسٹال، ۲۰۰۵ء)، ۸: ۷۱۲

Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Tibyan-ul-Quran,(Lahore Faridbook Stall, 2005),8:712

3۔ سورۃ الحج، :۷۸ *Al-Hajj, 78*

4۔ البقرہ: ۱۷۸ *Al Baqara :178*

5۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الامام، کتاب الایمان، باب الدین یسر، رقم: ۳۹

Al-Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Al-Imam, Kitab ul-Iman, Bab-ud-Din Yusron, Hadith Number: 39

6۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، ۸: ، ۷۱۳، ۷۱۴

Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Tibyan-ul-Quran, ,8: 713-714

7۔ المائدہ، :۴ *Al-Maidah,: 4*

8۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، (لاہور: تبیان القرآن، فرید بک اسٹال، ۲۰۰۸ء)، ۳: ۷۹

Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Tibyan-ul-Quran, (Lahore:Faridbook Stall, 2008)3:79

9۔ آل عمران: ۱۹۰ *Al-Imran:190*

10۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، (لاہور: فرید بک اسٹال، ۲۰۰۹ء) ۴: ۶۶۵، ۶۶۷

Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Tibyan-ul-Quran, (Lahore: Faridbook Stall, Lahore, 2009), 4: 667-665

11۔ سورۃ النساء ۱۱۹ *Al-Nisa 119*

12۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، ۹: ۱۶۵۔ ۱۶۰

Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Tibyan-ul-Quran,9:165-160

13۔ بنی اسرائیل، :70 *Bani Isra'il,:70*

14۔ قشیری، ابوالحسین مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۱۴۴

Al-Sahih Muslim, Qushairi, Abu Al-Hussein Muslim Bin Hajjaj, kitabul Janaiz,Hadith Number:2144

15۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، شرح صحیح مسلم (لاہور: فرید بک اسٹال، ۲۰۰۲ء) ۲: ۸۲۶، ۸۲۷

Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Sharh Sahih Muslim, (Lahore:Faridbook Stall, 2002), 2: 826-827

16۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، ۱: ۴۰۸

Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Tibyan-ul-Quran,,1:408

17۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن 1: ۴۰۹

Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Tibyan-ul-Quran, 1: 409

18۔ البقرہ: ۱۷۳ *Al Baqara :173*

19۔ سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن، ۶: ۵۰۰

Saeedi, Ghulam Rasool, Allama, Tibyan-ul-Quran,6: 500